R. No. 2106/57

Regd. N. 1577

انجمن ترقی اردو ہند کا ہفتہ وار اخبار

ہماری زبان

[illegible]

جلد ۲۳ - شمارہ ۲۹ | ایڈیٹر - آل احمد سرور | یکم اگست ۱۹۶۴ء

اداریہ

قومی یک جہتی اور اردو زبان

پنڈت جواہر لال نہرو نے اندرونی اختلافات کو دور کرنے کے لیے قومی یک جہتی پر بڑا زور دیا تھا، لیکن چینی حملے کے بعد جو فضا پیدا ہوئی اس میں چونکہ پوری قوم ملک کے دفاع کی طرف متوجہ ہو گئی تھی اس لیے قومی یک جہتی کے لیے مثبت تحریکوں کا میدان نہ رہا تھا۔ مگر ادھر چند ایسے واقعات ہوئے جن کی وجہ سے اس سلسلے میں کچھ کام کی ضرورت پھر محسوس ہونے لگی ہے۔ مشرقی بنگال میں ہندوؤں کو [illegible] گیا اور بہت بڑی تعداد میں وہ ہندوستان میں آنے لگے۔ ان واقعات کا اثر کلکتے میں سب سے پہلے محسوس ہوا اور وہاں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے۔ حکومت ہند اور حکومت بنگال نے اس وقت سخت تدابیر اختیار کیں اور معاملہ بڑھنے نہ پایا۔ پھر بھی خاصا نقصان ہو گیا اور [illegible] صنعتی مرکزوں میں بھی یہ آگ بھڑک اٹھی۔ بہرحال اس شورش کو تو ختم کر دیا گیا مگر سب محبان وطن کو یہ اندازہ ہو گیا کہ قومی یک جہتی کے لیے بہت مستعدی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

قومی یک جہتی کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ ہمارے دستور نے سب کو برابر کے حقوق عطا کیے ہیں۔ مذہب، نسل، علاقہ، زبان کی بنا پر کسی میں امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ مگر ابھی ہمارے عمل میں خاصی کوتاہیاں ہیں۔ کبھی مذہبی اختلافات بھڑک اٹھتے ہیں، کبھی زبان کا سوال کشمکش اور تناتنی کا باعث ہوتا ہے، کبھی علاقائی پاسداریاں قوم کی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ کبھی اقلیتوں کو وہ حقوق عملاً نہیں دیے جاتے جن کا دستور میں تحفظ ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ حکومت، تمام سیاسی پارٹیاں اور سب محبان وطن ایک دوسرے کو الزام دینے کے بجائے اپنے اپنے طور پر ان چیزوں کا التزام کریں۔

(۱) ہر ہندستانی کی (خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو) جان، مال، آبرو کی حفاظت اس طرح ہونی چاہیے کہ وہ شخص بھی اس معاملے میں مطمئن ہو۔

(۲) کسی علاقے کو کسی علاقے پر فوقیت نہ دی جائے۔

(۳) کسی زبان کو کسی زبان پر فوقیت نہیں، ہر قومی زبان اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی بقا کے لیے تمام وسائل مہیا کیے جائیں۔

(۴) جو قومی زبانیں سرکاری زبانیں بھی ہیں، ان کی ترقی تو ایک طرح مسلم ہو گئی، مگر ایسی زبانیں جو سرکاری زبانیں نہیں ان کی ترقی خاص طور سے مرکز کی ذمہ داری ہے۔

اس وجہ سے اردو زبان کی بقا اور ترقی کا مسئلہ قومی یک جہتی کے لیے اہم ہو جاتا ہے۔ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ اس کا شاندار ادبی سرمایہ ہے۔ اس نے ہماری مشترک تہذیب کے بنانے اور سنوارنے میں قابل فخر کام انجام دیا ہے۔ اس کے بولنے والے سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اتر پردیش

اس شمارے میں

قومی یک جہتی اور اردو زبان (اداریہ)	۱	اردو کانفرنس جے پور	۸
سبز چین	۲	جنرل سکریٹری صوبائی انجمن رامپور میں	۸
امتحان جامعہ اردو علی گڑھ	۲	اردو تکمیل کالج کے سالانہ امتحانات	۸
ہندی اردو تنازع	۳ و ۴	دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا	۸
غزلیں	۵	اسکولوں کالجوں کے ذریعہ اردو کے [illegible] پر احتجاج	۸
اردو کا ایک خاموش خادم	۵	علامہ اقبال کے چند اشعار	۹
مرحوم ادیب [illegible] / [illegible] ادبی انعامی مقابلے	۵	[illegible] میں کالیداس کی یادگار	۱۰
ڈاکٹر [illegible] الرحمن [illegible]	۵	انجمن لکھنؤ کی مجلس عاملہ کا جلسہ	۱۰
[illegible] صاحب کا انتقال	۶	[illegible] میں ذکر [illegible]	۱۱
ہندی اور دیگر ہندستانی زبانوں کی ترقی و ترویج کے لیے انعام	۶	میں لسانی [illegible]	۱۱
عام فہم [illegible] کتابوں کی مقبولیت	۶	اردو [illegible]	۱۱
انجمن لکھنؤ کا [illegible] کے سلسلے میں جلسہ	۶	لسانی فارمولا اور اردو	۱۱
مولانا روم کی مثنوی کا ۷۰۰ سالہ [illegible]	۶	استفسار	۱۲
غزل	۷	انجمن پٹیالہ کی ادبی نشست	۱۲
انجمن شاخ آگرہ کی سرگرمیاں	۷	جبران خلیل جبران کی برسی	۱۲
اردو کی ترقی کے لیے کمیٹی	۷	[illegible]	۱۲
[illegible] کی [illegible] تجاویزات	۷	نئی اردو جماعتیں	۱۲

میں تو ان کی تعداد بعض ریاستوں کی پوری آبادی سے زیادہ ہے۔ پھر بھی اس کی تعلیم کے لیے مناسب انتظام نہیں۔ اس کے چلن میں دشواریاں ہیں۔ یہ کیا قیامت ہے؟ اگر ارادہ کر لیا جائے تو ہر دشواری دور ہو سکتی ہے۔ اتر پردیش میں سہ لسانی فارمولے کے تحت اردو کی تعلیم کا مطالبہ ہے اور بڑے پیمانے پر انتظام کی ضرورت ہے۔ مگر کسی نہ کسی بہانے سے اس مطالبے کو برابر نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔

قومی یک جہتی کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک لسانی اقلیتوں کو مطمئن نہ کیا جائے اور ان کے مطالبات پورے نہ کیے جائیں۔ ان میں سب سے اہم اردو بولنے والوں کی تعداد ہے۔ اس ایک پہلو پر حکومت اور عوام توجہ کریں تو یک جہتی کی بنیاد گہری ہو سکتی ہے۔

نہ دیں تو ہمارے لیے بڑی مشکل پڑ جائے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب انتظام کی خرابی ہے، کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ آبادی اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ غلے کی پیداوار بڑھتی ہوئی ضروریات کے لیے ناکافی ہو رہی ہے، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ غلہ تو اب بھی کافی موجود ہے اور نفع خوروں نے گودام بھر رکھے ہیں اور حکومت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ رہے عوام تو وہ پریشان ہی رہتے ہیں۔ ان کا کیا کیا جائے۔ غلے کی کمی کی شکایت نہ کریں گے، کوئی اور شکایت کریں گے۔ کہاں تک۔ ان کی شکایتوں پر دھیان دیا جائے۔

اب تو صاحب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ سعدی ٹھیک ہی کہہ گئے تھے:—

چناں قحط سالے شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

کل ہند اردو کانفرنس

جے پور

ملک کے مشہور ادیب اور شاعر جناب آنند نرائن صاحب مُلّا نے کانفرنس کی صدارت قبول فرمالی ہے۔

کانفرنس ۲، ۳، ۴۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو جے پور (راجستھان) میں منعقد ہوگی۔

سیر بین

لیجیے صاحب شکر کی تو قلت تھی ہی اب گیہوں بھی مہنگا ہو گیا۔ اور گیہوں سے انسان کی زندگی کا کچھ ایسا تعلق ہے کہ سب چیزیں مہنگی ہو گئی ہیں۔ پھر مہنگائی پر ملاوٹ مستزاد ہے۔ اب اول تو دگنے تگنے داموں پر کوئی چیز خریدیے، پھر بھی یہ پریشانی ہے کہ اس میں اصل مال کتنا ہے اور میل کتنا۔ پھر میل کے سلسلے میں بھی عجیب عجیب قصے سننے میں آتے ہیں۔ سنا ہے مرچوں میں سرخ اینٹیں پسی ہوتی ہیں۔ زیرے میں گھوڑے کی لید۔ زعفران کے متعلق تو یہ معلوم تھا کہ چند تنکھڑیوں کے ساتھ الم غلم ملا کر زعفران کے نام سے تاجر ہزاروں لاکھوں کما لیتے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا کہ ہلدی، دھنیے، زیرے، مرچ کے ساتھ خدا جانے کیا کیا اچھی بری چیزیں کھانی پڑتی ہیں۔

ہندوستان کی زمین ایسی زرخیز ہے کہ سونا اگلتی ہے۔ ہندوستان کے کسان بڑے محنتی اور جفاکش ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہندوستان غلہ باہر کے ملکوں کے لیے بھی پیدا کر سکتا۔ مگر قیامت یہ ہے کہ اپنی ضرورت کے لیے بھی کافی نہیں، بلکہ الٹا باہر کے ملکوں سے منگانا پڑتا ہے۔ گویا امریکہ یا پاکستان اگر گیہوں یا چاول

آج کل نہ کوئی ادب میں جمود کا نعرہ لگاتا ہے، نہ آزاد نظم کو کوستا ہے، نہ نئی نسل کو نظرانداز کرنے پر پرانے ادیب کی خبر لیتا ہے، نہ ٹھاٹ کے مشاعرے کرتا ہے، نہ شعرا کے جنم دن مناتا ہے۔ جس سے ملیے یہ خبر سناتا ہے کہ آج مدھیہ پردیش میں غلے کے گودام لٹ گئے۔ پرسوں اڑیسہ میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ گویا اس وقت زندگی کے بنیادی مسائل سے سروکار ہے۔ جب پیٹ کا مسئلہ آسان ہو جائے گا تو دوسری باتوں کا سوال پیدا ہوگا۔

امتحانات جامعہ اردو علی گڑھ

امسال بعض ناگزیر حالات کی بنا پر جامعہ اردو کے امیدواروں کے فارم و فیس کے داخلے میں ۵ اگست کے بجائے ۲۵ اگست تک کی توسیع کر دی گئی ہے۔ امیدوار ۲۵ اگست تک اپنی فیس و فارم داخل دفتر کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد ۵ ستمبر تک فیس "تاخیر" مبلغ تین روپیہ کے ساتھ فارم داخلہ امتحان قبول کیے جا سکتے ہیں۔

امتحانات جامعہ اردو ۲۳ نومبر ۱۹۶۴ء سے مجوزہ مراکز پر ہوں گے (رجسٹرار)

ترجمہ عبدالحی

ہندی اردو نزاع

(فراق گورکھپوری)

تقریباً ایک صدی پہلے جب ہندی اردو تنازعے کا آغاز ہوا اس وقت اردو زبان ایک ترقی یافتہ جدید زبان بن چکی تھی اور اس کا دامن نظم و نثر پر مشتمل تخلیقی ادب کے گرانقدر سرمایہ سے بھرا ہوا تھا۔ درحقیقت اردو زبان کھڑی بولی کی ایک ترقی یافتہ اور نکھری ہوئی شکل ہے جس کی بنیاد ہندوستان کے کروڑوں ہندو اور مسلمان باشندوں کی بول چال اور روزمرہ پر قائم ہے۔ اس کے برعکس کھڑی بولی ہندی کے جن حامیوں نے اردو کے خلاف محاذ قائم کیا ان کے پاس کوئی ایسا ادبی ذخیرہ نہیں تھا جسے وہ اردو کے مقابلے میں پیش کر سکتے۔ اس لئے انھوں نے اپنی مہم کا آغاز اس مانگ سے کیا کہ عدالتوں اور سرکاری دفتروں میں جہاں اس وقت صرف فارسی رسم خط رائج تھا، ناگری خط کو بھی جگہ دی جائے۔ اس طرح ابتدا میں یہ جنگ زبانوں کی جنگ نہ تھی بلکہ رسم خط کی جنگ تھی۔ اردو نے فارسی رسم خط اس لئے اختیار کیا تھا کہ اس خط کو صدیوں سے اس ملک میں ایک امتیازی مقام حاصل تھا اور بعض تاریخی اسباب کی وجہ سے یہ سرکاری طور پر ملک کا تسلیم شدہ رسم خط تھا چنانچہ اردو کے حامی خط کے معاملے میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہٹنے کو تیار نہ تھے اور وہ کسی ایسے متبادل خط کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے جو فارسی رسم خط کا حریف بن کر سامنے آئے۔ اس دوران میں ہندی کے حامیوں کی طرف سے رسم خط کے سلسلے میں مسلسل احتجاج ہوتا رہا۔ لیکن اردو کی بدبختی کہ اس کے نادان دوست اس زعم باطل میں کہ ہندی والے چیختے چیختے تھک جائیں گے اور بالآخر ہار کر بیٹھ رہیں گے سنی ان سنی کرتے رہے، ادھر سے یہ مانگ ہوتی رہی کہ فارسی رسم خط کے دوش بدوش ناگری رسم خط کو بھی رائج کرو لیکن ادھر کسی کے کان پر جوں نہ رینگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ احتجاج کی حد سے بڑھ کر یہ مسئلہ اب کھلی جنگ بن گیا اور رسم خط کے معاملے میں اردو اور ہندی والوں میں ٹھن گئی۔ لیکن ابھی یہ جنگ رسم خط ہی تک محدود تھی، ابھی تک زبان و بیان اور الفاظ و معانی اس کی زد میں نہ آئے تھے

بدقسمتی سے اس مرحلے پر لسانی نیتا اس جھگڑے میں کود پڑے اور انھوں نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے بات کا بتنگڑ بنا دیا اور رنگ کو خوب خراب کیا۔ انھوں نے نت نئے شوشے چھوڑ کر حالات کچھ ایسے بگاڑ دئے کہ اس معاملے کا کوئی متفقہ حل آپس کے سمجھوتے سے نہ نکل سکے ہندوستان میں زبان کے سلسلے میں یہ ایک بڑا المیہ تھا۔ اس وقت ہیگل (HEGEL) کا یہ قول سولہ آنے سچ ثابت ہو رہا تھا کہ المیہ اس وقت نہیں پیدا ہوتا جب خیر اور شر میں ٹکر ہوتی ہے بلکہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اچھائی اچھائی سے دست و گریباں ہوتی ہے

لسانی نیتاؤں کے اس زہریلے طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب تک جو جھگڑا محض رسم خط کا جھگڑا تھا وہ اب زبانوں کی باقاعدہ جنگ بن گیا اور دونوں فریق اس افراتفری میں یہ بھول گئے کہ حریف کو شکست دینے کی کوشش میں وہ خود اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ اردو کے پاس ذکا فی رسد موجود تھی۔ اس کا اپنا ایک خط تھا، الفاظ کا ایک بڑا ذخیرہ تھا اور ایک ترقی پذیر ادب تھا۔ ہندی کی تحریک نے جیسے جیسے زور پکڑنا شروع کیا، اردو والے اپنے سرمایہ کو دشمن کی دستبرد سے محفوظ رکھنے اور اس میں مزید اضافہ کرنے کی غرض سے قلعہ بند ہو گئے۔ اور انھوں نے ایک مدافعانہ رویہ اختیار کر لیا۔ اسی کج فہمی کی وجہ سے وہ اتنی سی بات نہ سمجھ سکے کہ سرکاری سرپرستی اور تحفظ ہمیشہ کے لئے اردو کا بچاؤ نہ کر سکیں گے اور یہ کہ ہندوؤں کی بھاری اکثریت کی حمایت کے بغیر اردو کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔ اردو والوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ہندی کی تحریک کوئی مشغلی تحریک نہیں بلکہ اس کے پیچھے بلند و برتر جذبات کام کر رہے ہیں اور یہ کہ اس تحریک کا کچھ جواز بھی ہے انھوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر ہم ہندی کو آگے بڑھ کر گلے لگا لیں تو ہمارا کچھ نہ بگڑے گا بلکہ الٹا کچھ فائدہ ہی ہوگا۔ افسوس لسانی نیتا اپنا کام کر چکے تھے، وہ تو چاہتے ہی یہ تھے کہ ہماری آنکھوں پر پٹی بندھ جائے اور ہم حقیقت کو نہ دیکھ سکیں۔

ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے، ناگری رسم خط کی ہی تو مانگ تھی کہ اپنے ساتھ ہمیں بھی رہنے دو۔ اردو والوں نے اس کے اس حق کو ٹھکرا دیا۔ ہندی نے یہی تو مطالبہ کیا تھا کہ اردو کے پہلو میں کچھ سنسکرت الفاظ کو بھی جگہ دیدو، تاکہ ہندوؤں کے عقیدے، ان کے طرز فکر، ان کی دیومالا، ان کے مخصوص طرز زندگی اور ادب سے متعلق ان کے احساسات کے اظہار کی صورت بھی ہماری زبان میں نکل آئے لیکن اردو کے لسانی نیتا نے کہا، ہم اردو میں اس قسم کی خرافات کو ہرگز جگہ نہ دیں گے، اور درحقیقت یہی اردو والوں کی وہ المناک غلطی تھی جس کی وجہ سے آج اردو کو یہ منحوس دن دیکھنا پڑا اور اس کی زندگی کے لالے پڑ گئے۔

ہندی والوں نے ابتدا میں جو غلطی کی اسے غلطی سے زیادہ ان کی بدقسمتی کہنا چاہئے۔ ناگری رسم خط تو وہ بہر حال استعمال کر ہی رہے تھے، ہاں ان کے پاس اردو سے مختلف کوئی الگ ڈھلائی زبان البتہ نہ تھی جسے وہ اردو ادب اور اردو بولی کے مقابلہ میں صف آرا کرتے۔ اردو نے ساری ہندی لغت کو جذب کر کے ایک ایسی مخلوط اور مشترک زبان کو جنم دیا تھا جس کے ۵۵ فیصد الفاظ خالص ہندی ہی اب رہے اردو کے عربی فارسی الفاظ تو ان میں سے بیشتر ایسے تھے جنکو ساری ہندو قوم بولتی تھی گویا کھڑی بولی اور اردو ایک جان دو قالب تھیں۔ اور دونوں ہر طرح ہم معنی اور ہم شکل تھیں پھر یہ کہ ہندی والوں کی یہ خواہش بھی نیک نیتی پر محمول تھی کہ اردو میں سنسکرت الفاظ بھی شامل کئے جائیں بشرطیکہ یہ تھی کہ یہ سنسکرت الفاظ صدیوں سے روزمرہ میں مستعمل تھے اور اب بھی اگرچہ ایک صدی کا عوام

کی زبان کو سنسکرت زدہ کرنے کی کوشش بڑے زور شور سے کی جارہی ہے لیکن مٹھی بھر سے زیادہ سنسکرت الفاظ عوام کے ہاں باریابی نہیں حاصل کرسکے ہیں اور ان کی اصلی جگہ اب بھی سنسکرت لغات ہی میں ہے۔ برج بھاشا، اودھی اور ہندی کی دوسری غیر فارسی آمیز شکلوں کے، جو کسی زمانے میں رائج تھیں، احیا اور تجدید کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اب ہندی والوں کے لئے لے دے کر ایک کھڑی بولی رہ گئی تھی لیکن اس میں بھی تقریباً تین ہزار عربی فارسی الفاظ اس طرح جذب ہو چکے تھے کہ اُن کو اس سے علٰحدہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ وہی کھڑی بولی ہے جو ملک کے کروڑوں عوام کی زبان ہے اور جس میں اردو کا روپ دھارنے کے بعد بلا کی روانی، آمد اور معنویت پیدا ہو گئی ہے اور ضلع جگت بھبتی اور اس قسم کے سیکڑوں لفظی اور معنوی محاسن اس میں ایسے ہیں جو اردو سے ناواقف حامیان ہندی کی دسترس اور سمجھ سے باہر ہیں قصہ دراصل یہ ہے کہ حامیان ہندی کے سامنے کوئی واضح تصور اس بات کا نہیں تھا کہ وہ کون سی ہندی رائج کرنا چاہتے ہیں، انھوں نے اس سوال پر کبھی غور ہی نہیں کیا تھا کہ کس قسم کی کھڑی بولی کو وہ ہندی کی شکل دیں!

کھڑی بولی کے حصے بخرے نہیں کئے جا سکتے، نہ ہی اس کے ساتھ کھلواڑ کیا جا سکتا ہے۔ کھڑی بولی لکھنے میں اگر کسی قسم کا بھونڈاپن کیا گیا تو یقین مانئے آپ زبان کا گلا اپنے ہی ہاتھوں سے گھونٹ دیں گے لسانی نیتاؤں کا یہی تو مقصد تھا کہ ہندی والوں کو کھڑی بولی پر بھی قدرت نہ حاصل ہو سکے کیونکہ کھڑی بولی پر قدرت اسی وقت حاصل ہو سکتی تھی اگر اردو کے ادیبوں سے استفادہ اور اکتساب کیا جاتا کیونکہ اردو کے ادیب ہی کھڑی بولی کے حقیقی ماہر اور استاد ہیں۔ لسانی نیتا یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ آپ اردو ادیبوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کریں چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ہندی لکھائی تو سیکھ گئے لیکن ہندی نہ سیکھ سکے کیونکہ جیسا کہ میں بار بار کہہ چکا ہوں خالص ہندی کھڑی بولی کی وہی شکل ہے جسے اُردو کہتے ہیں۔ اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کھڑی بولی کا علم اردو کے علم کے بغیر نہیں آسکتا۔

یہاں میں کھڑی بولی کے ادیبوں پر ایک ایسی واضح حقیقت روشن کرنا چاہتا ہوں جسے اب تک نظر انداز کرتے رہے ہیں اور جسے ان کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کے لئے لسانی نیتا اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے رہے ہیں میں ان پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اردو زبان بیشتر ایسے ہی لفظوں، محاوروں، روزمرہ ضلع جگت، سے مرکب ہے جو خالص ہندی ہیں اردو میں ایسے الفاظ کی تعداد اس کے کل لفظی ذخیرہ کا ۹۰ سے ۹۸ فیصد تک ہے۔ منتشر الفاظ کی صورت میں ہندی ادیب بھی ان سے اتنے ہی واقف ہیں جتنے کہ اردو ادیب، لیکن اردو زبان کے جزو کی حیثیت سے اور اس کا جزو بن جانے کے بعد ان کے ظاہری اور معنوی حسن میں جو اضافہ اور نکھار پیدا ہو گیا ہے اس سے ہمارے ہندی ادیب واقف نہیں ہیں! یہ بات صرف اردو کے ادیبوں اور اس کے معماروں کو ہی معلوم ہے کہ اعلیٰ ادب کو جنم دینے کے لئے ان لفظوں کا تعمیری استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔ ان ہندی ادیبوں نے ہندی ادب کو تخلیق کرنے کا انتہائی مشکل اور فنکارانہ کام تو اپنے ذمہ لے لیا۔ لیکن ہندی لفظوں اور محاوروں کے استعمال کا فن نہیں سیکھا، اور یہ فن آسانی سے آتا بھی نہیں ہے، یہ فن اسی وقت سیکھا جا سکتا ہے جب یہ ہندی ادیب اردو زبان کا جس میں ہندی کے الفاظ کو نہایت سلیقہ اور فنکاری کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے، دن رات مطالعہ کریں۔ ان ہندی ادیبوں نے اس حقیقت سے منہ موڑ لیا کہ اردو زبان کی جڑ ہندی الفاظ ہیں، فارسی الفاظ نہیں۔ لسانی نیتاؤں کے زہریلے پروپیگنڈے سے دھوکا کھا کر ان ہندی ادیبوں نے اُردو کو قتل کرنے میں کوئی کسر اُٹھا رکھی ہے؟ کبھی ان کے دماغ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ وہ اردو کو ذبح کر کے کسی بھیڑیے کو ذبح نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک ایسی گائے کو ذبح کر رہے ہیں جس کے تھنوں میں ہندی کا خالص اور میٹھا دودھ ہے۔ اُردو کی بقا اور آزادی ہی ہندی کی بقا اور آزادی ہے اور بقول شخصے جو لوگ دوسروں کی آزادی چھین لیتے ہیں انجام کار خود بھی آزادی کی نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ہندی کے ادیبوں پر جب یہ تلخ حقیقت واضح ہوئی کہ ہندی کے سارے سرمایہ پر اردو نے قبضہ کر لیا ہے تو وہ اردو کے دشمن ہو گئے لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا، انھوں نے اردو سے نہیں بلکہ حقیقت میں ہندی سے دشمنی کی، یہاں ہندی سے میرا مطلب اصل ہندی یعنی اردو زبان سے ہے نام نہاد جدید ہندی سے نہیں یہ لوگ ہندی سے اپنا دامن بالکل تو نہ بچا سکے لیکن جو ہندی الفاظ کے پلے پڑے ان کا ستیاناس کر کے چھوڑ دیا، نام نہاد ہندی والوں نے ان الفاظ کو اتنے بھونڈے پن سے استعمال کیا کہ خود ان کے منہ کا مزا کسیلا ہو گیا۔

اب بھی وقت ہے کہ ہندی کے ادیب یہ محسوس کریں کہ ان کا نامۂ اعمال ہندی کشی کے کرتوتوں سے سیاہ ہو رہا ہے۔ وہ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہندی کے حقوق اور مفاد کا تحفظ کر رہے ہیں لیکن کیا وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ جس ہندی کا وہ پرچار کر رہے ہیں اس کے اجزا اور ترکیبی میں سنسکرت کا حصہ زیادہ ہے یا ہندی کا؟ پھر جو تھوڑے بہت ہندی لفظ انھوں نے مجبوراً نام نہاد ہندی میں شامل کئے ہیں ان کی درگت کیوں بنائی جارہی ہے؟ انھیں اچھوتوں کی طرح کیوں ذلیل کیا جارہا ہے۔ کیا یہی ان کی ہندی نوازی ہے؟

بقیہ صفحہ ۹ پر

غزلیں

علقمہ شبلی

تونے نظر جو پھیر لی اس کا نہیں ہے غم
حیراں ہوں یوں کر رہ گئے دل میں کیوں نہ غم
تونے کرم ہو تیری کہ جو شیوہ ستم
ہے کون جو نہ چھین سکے جو تھا مِ غم
سو سو طرح سے جلوہ دکھاتی ہے آدمی
کتنے صنم ہیں آج بھی زیبائشِ حرم
مانا کہ میں نہیں ہوں سزاوارِ التفات
تو ہی بتا کہ رکھتا ہے کس نے ترا بھرم
جلوہ نگارِ صبح کا ہوگا ضرور عام
رو کے سے رک سکے ہیں کہیں وقت کے قدم
ہر ہر قدم پہ عقل نے روشن کئے چراغ
پھر بھی رہِ حیات میں کیوں روشنی ہے کم
ہائے خودی پہ تیرے سنا ہے ہوا سجدہ ریز
شبلی تری نگاہ ہے کس درجہ محترم

احسن نشاط

منزلِ غم سے گزر شوقِ فراواں سے گزر
اک ذرا تو بھی تو ہنگامۂ دوراں سے گزر
بزمِ خوباں سے گزر شہرِ نگاراں سے گزر
دل جو قابو میں تو ہر سوئے حنواں سے گزر
راہ آسان بھی جاتی ہے در جاناں تک
لطف تو جب ہے کہ ہر مشکل آساں سے گزر
لالہ و گل سے کبھی اذنِ سفر لیتا چل
بے نیازانہ کبھی کوہ و بیاباں سے گزر
تو نہ رومند ہے دیوانوں پہ ہنستا ہے مگر
تو ذرا مرحلۂ جیب و گریباں سے گزر
قصۂ موج و تلاطم بھی سنا! دیر ہوئی
سوچتا کیا ہے ذرا منزلِ طوفاں سے گزر
عمر ساری ہی کٹی صحبتِ واعظ میں نشاط
آج تو بھی تو ذرا محفلِ رنداں سے گزر

افسر بی۔ اے

دل سمجھ لیتا نظر کی گفتگو — آئینہ ہوتا کسی کے روبرو
درد دل بھی اب شریکِ غم نہیں — اور کیا ہوتا مآلِ آرزو
سیپ اشکوں نے مجھے رسوا کیا — لوٹ لی ان موتیوں نے آبرو
خامشی سے دل میں گھٹ کر رہ گئی — کتنی پابندِ وفا تھی آرزو

میں ہوں افسر تاجدارِ شعر و فن
مجھ سے قائم ہے غزل کی آبرو

اردو کا ایک خاموش خادم

مارہرہ کے اختر عالم زبیری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کی کوشش سے سکندرہ راؤ، مارہرہ اور قریب و جوار کے دوسرے قصبات کے ان میونسپل وارڈوں میں جہاں اردو زبان جاننے اور بولنے والوں کی اکثریت ہے اردو کے اسکول کھولے گئے ہیں۔ زبیری صاحب کا خیال ہے کہ بلند شہر سے لیکر فرخ آباد تک ایسے گاؤں کافی ہیں جہاں اردو والے خاصی تعداد میں ہیں اور اگر وہاں بھی اس نہج پر کوشش کی گئی تو وہاں بھی اردو اسکول کھلوانے کی مہم میں خاطر خواہ کامیابی ہوگی فرخ آباد کے علاقہ میں تو انھوں نے کام شروع بھی کر دیا ہے۔

اردو دوستوں کے لئے زبیری صاحب کی مثال قابلِ اتباع ہونی چاہئے۔ اگر اردو کے ہمدرد اپنی اپنی جگہ خاموشی سے اسی طرح کی جدوجہد شروع کر دیں تو یقیناً وہ اردو کی تعلیم اور فروغ کے سلسلے میں ایک بڑی خدمت انجام دیں گے۔

زبیری صاحب نے اس ضمن میں جو مساعی فرمائی ہیں ان کے لئے پورے اردو داں طبقہ کو ان کا ممنون ہونا چاہئے ایسے حضرات واقعی اردو کی ٹھوس خدمت انجام دے رہے ہیں۔

بزمِ ادب دھام پور کا تیسرا ادبی انعامی مقابلہ

اردو ادب کی توسیع و ترقی کے سلسلہ میں بزمِ ادب دھامپور تیسرا ادبی انعامی مقابلہ منعقد کر رہی ہے۔ اوّل آنے والے مضمون پر ایک خوبصورت قیمتی شیلڈ اور ادیبِ اردو کا سرٹیفکیٹ نمبر ایک اور دوسرے، تیسرے، چوتھے، اور پانچویں نمبر پر آنے والے مضامین پر سلسلہ وار ادیبِ اردو کا سرٹیفکیٹ بطور انعام دیا جائے گا۔

اس مقابلہ کی شرائط ناظم اعلیٰ بزمِ ادب دھامپور، ضلع بجنور سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔

ڈاکٹر شکیل الرحمٰن ریڈر مقرر کئے گئے

سری نگر۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن جموں و کشمیر یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ریڈر مقرر ہوئے ہیں۔ ۱۹۵۹ء سے آپ اس شعبہ میں سینئر لیکچرر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں آپ نے پٹنہ یونیورسٹی سے ڈی۔ لٹ کی ڈگری لی تھی۔ آپ کی تحقیق کا موضوع تھا۔ پریم چند کی افسانہ نگاری۔

(نامہ نگار)

سروش صاحب کا انتقال

آرٹس کالج مدراس کے شعبۂ عربی، اردو کے صدر جناب پی حبیب خان صاحب سروش عمر ۶۰ سال جو ناگہانی انتقال ہوگیا۔ مرحوم ایک بلند پایہ عالم تھے۔

ہندی اور دیگر ہندستانی زبانوں کی ترقی و ترویج کیلئے اقدام

مرکزی وزارت تعلیم اس تجویز پر غور و خوض کر رہی ہے کہ ایک ایسا مرکزی شعبہ قائم کیا جائے جو ہندی اور دوسری ہندستانی زبانوں میں معیاری و درسی کتابوں کے ترجمے اور اشاعت میں کار نمایاں انجام دے سکے۔

اس منصوبہ کا مقصد یہ ہے کہ معیاری کتابیں شائع کرکے ہندی اور دیگر ہندستانی زبانوں کو مالا مال کیا جائے۔ گزشتہ دس سال میں وزارت متعلقہ نے ہندی میں جو سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات وضع کی ہیں انھیں رائج کیا جائے کیونکہ ملک کے دستور کی رو سے مرکزی حکومت ہندی کی ترقی و ترویج کی ذمہ دار ہے۔

منصوبہ بندی کمیشن نے اگر تجویز مذکور منظور کرلی تو اسے چوتھے منصوبے کی اسکیموں میں شامل کر دیا جائے گا۔

مجوزہ شعبے کا مقصد تفصیلی طور پر یہ ہے کہ علمی اداروں اور کتابیں چھاپنے والوں کے تعاون سے ہندی میں یونیورسٹی کے معیار کی اور دیگر کتابیں ترجمہ کرنے اور شائع کرنے کی جو دو اسکیمیں اب الگ الگ کام کر رہی ہیں انھیں ان کاموں میں امداد دی جائے۔ دراصل ان دونوں اسکیموں نے زیادہ ترقی نہیں کی ہے کیونکہ ان کی راہ میں بعض مشکلات حائل ہیں جن میں "حق اشاعت" بھی شامل ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ مجوزہ شعبے کے تحت ایک ہمہ وقت با اختیار ایجنسی ہوگی جو معیاری طور پر لائق اور تجربے کار مترجم ملازم رکھے گی جو پروگراموں کے مطابق ہندی اور دیگر ہندستانی زبانوں کو مالا مال کرنے کا کام سرعت سے انجام دیں گے کتابیں شائع کرنے کے پروگرام غیر ملکی رسالوں اور اخباروں کے مستند ترجمے اور اصطلاحات کی بنیاد پر تیار کئے جایا کریں گے۔

اس اسکیم کو بروئے کار لانے کے لئے ۵ کروڑ روپے کی منظوری زیر غور ہے۔ جس میں ۲۵ لاکھ غیر ملکی زر مبادلہ بھی شامل ہوگا۔

ممکن ہے چوتھے پنج سالہ منصوبے میں ہندی کی ترویج و اشاعت کے حق میں اور اسکیمیں بھی شامل کرلی جائیں مثلاً غیر ہندی علاقوں میں ایسے اسکول اور کالج کھولنا جن میں ذریعہ تعلیم ہندی ہو غیر ہندی ریاستوں میں ہندی والے اساتذہ کا تقرر اور ہندی کی تعلیم بذریعہ ڈاک وغیرہ وغیرہ۔

(قومی آواز لکھنؤ)

عام فہم درسی کتابوں کی مقبولیت

نئی دہلی میں بچوں کی تعلیم کیلئے جو نصاب کی کتابیں تیار کی گئی ہیں ان کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ یہ کتابیں عام فہم سہل زبانوں میں ہیں جنھیں بچے آسانی سے سمجھ لیتے ہیں ان کتابوں کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ آج تک ۱۲ لاکھ روپے کی نصاب کی کتابیں فروخت ہو چکی ہیں اور مانگ بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

(صداقت [illegible])

انجمن لکھنؤ کا داخلہ مہم کے سلسلہ میں جلسہ

انجمن ترقی اردو لکھنؤ کا داخلہ مہم کے سلسلے میں ایک مخصوص جلسہ مسٹر اوم پرکاش بھٹیانی ریجنل منیجر اوشا کمپنی کی کوٹھی ماہ نگر لکھنؤ میں ہوا شرکاء میں مخصوص لوگوں میں مسٹر سردار سریندر پرتاپ سنگھ شری کشوری لال نسیم کنجاہی ایڈیٹر مادر وطن نواب سید افسر حسین ایڈوکیٹ امین سلونوی سید امیر حسن نورانی اور ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو نے اردو کے مسائل پر غور و فکر کرکے طے کیا کہ انجمن ترقی اردو کو زیادہ سے زیادہ عوامی، مفید اور موثر بنانے کے لئے عملی جدوجہد کی جائے لکھنؤ میں کم از کم پانچ ہزار ممبران بنائے جائیں۔ طلبا کے سرپرستوں کو اردو کی تعلیم کی اہمیت بتائی جائے۔ تعلیمی اداروں کے ذمہ داروں سے رابطہ قائم کرکے اردو تعلیم رائج کرنے پر اصرار کیا جائے۔ جلسہ میں اس بات پر پرزور احتجاج کیا گیا کہ باوجود اردو تعلیم دینے کے مطالبہ کے تعلیمی ادارے اردو تعلیم نہیں جاری کر رہے ہیں سہ لسانی فارمولا کے تحت اب بھی بہت سے ادارے جبراً صرف سنسکرت پڑھا رہے ہیں یہ رجحان ہر لحاظ سے جمہوریت کی روح کے خلاف ہے اور اس سے ہمارا ملک آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹے گا۔ مسٹر اوم پرکاش بھٹیانی نے انجمن ترقی اردو کے اغراض و مقاصد اور طریق کار کی تفصیلات معلوم کرکے انجمن کے بجٹ اور اس کے ذرائع آمدنی کے متعلق اپنی تجاویز پیش کیں ماہ نگر اور حضرت گنج اور دوسرے حلقہ محلوں میں ممبر سازی کے لئے سردار سریندر پرتاپ سنگھ نسیم کنجاہی اور نواب افسر حسین کو منتخب کیا گیا سردار سریندر پرتاپ سنگھ نے گرونانک انٹر کالج اور خالصہ اسکول میں اردو تعلیم رائج کرنے کی ذمہ داری اور نواب افسر حسین نے ماڈرن ڈیکشن کالج سنگر نگر میں جس کے وہ خود صدر ہیں اردو تعلیم رائج کرانے کا وعدہ کیا یہ بھی طے کیا گیا کہ انجمن کے تمام ممبران کم از کم دس دس ممبر بنائیں گے اور اپنے حلقوں کے بیسک اسکولوں اور جونیر اسکولوں میں اردو تعلیم کے لئے جدوجہد کریں گے جنرل سکریٹری نے بتایا کہ اس سال لکھنؤ کے کئی تعلیمی اداروں میں اردو رائج ہو گئی ہے جیسے ودیانت کالج گنیش اسکول وغیرہ اور امید ہے کہ قریب قریب تمام بیسک اسکولوں میں اردو کی تعلیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اس طرح سہ لسانی فارمولا کے تحت جونیر ہائیر اسکولوں میں بھی اردو پڑھائی جانے لگی۔

جنرل سکریٹری

مولانا روم کی مثنوی کا ۷۲۳ سال پرانا نسخہ

مسٹر آنند لکھنؤ کے صدر نے انکشاف کیا کہ [illegible] میں مولانا روم کی مثنوی کا ایک نایاب نسخہ ملا ہے۔ یہ ۷۰۰ سال پرانا ہے اس پر ہجری کی سنہ درج ہے [illegible] رنگین تصاویر شامل کی گئی ہیں (قومی آواز لکھنؤ)

نشور واحدی

غزل

حسن کو دیکھا ہے اکثر تو نے عریانی پسند
فطرت ہر شاخ تازہ ہے گل افشانی پسند

کتنے آئینے لگائے ہیں خیال دوست نے
دل میں اک تصویر ہے ہر لمحہ حیرانی پسند

اک کلی وہ بھی محبت کی جو ہوئی ان کو قبول
اس قبائے تنگ کو ہے تنگ دامانی پسند

اشک کے قطرے تو ہیں نایاب آنکھوں میں مگر
خون میرا ایک مدت سے ہے ارزانی پسند

ہر قدم پر ایک لغزش ہر نظر اک مرحلہ
دل کو کیا کہیے کہ ہے ہر لحظہ نادانی پسند

وصل میں یہ مضطرب اور ہجر میں وہ مطمئن
جنت و دوزخ بھی ہے اے دوست انسانی پسند

ہے غزل گوئی نشور اک زندگانی کا گداز
شاعری خون جگر دنیا نادانی پسند

انجمن شاخ آگرہ کی سرگرمیاں

انجمن ترقی اردو شاخ آگرہ کا ایک جلسہ علامہ سکش اکبرآبادی کی صدارت میں ۱۳ رجولائی ۱۹۶۲ء کو بوقت ۶ بجے شام میوہ کٹرہ آگرہ میں منعقد کیا گیا جس میں عمائدین شہر نے شرکت کی۔

جلسے کے آغاز میں پنڈت جواہر لال اور پروفیسر حامد حسن قادری کے انتقال پر غم و الم کا اظہار کیا گیا اور تعزیتی قرارداد منظور ہوئیں۔

انجمن کے عہدیدار صدر پنڈت راجناتھ کنزرو، نائب صدر علامہ سکش اکبرآبادی، جنرل سکریٹری معین فریدی، جوائنٹ سکریٹری، عبدالعزیز۔

اردو نائٹ اسکول جناب معین الدین فریدی نے جامعہ اردو کی تعلیم اور تعلیم بالغان کے لئے اردو نائٹ اسکول کی تجویز مع اس کے قواعد اور نصاب کے پیش کی جسے منظور کیا گیا اور طے کیا گیا کہ آگرہ میں دو شبینہ اسکول کھولے جائیں جو پندرہ اگست سے اپنا کام شروع کریں۔

اردو اور پرائمری اسکول جناب عبدالمغنی خاں صاحب کی تجویز پر پرائمری اسکولوں میں اردو کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جو یہ دیکھے گی کہ سہ لسانی فارمولے پر ہمارے پرائمری اسکولوں میں کس حد تک عملدرآمد ہوا ہے؟

(معین فریدی جنرل سکریٹری)

اردو کی ترقی کیلئے کمیٹی

مسلم پبلک لائبریری مراد آباد میں شہر کے معزز حضرات کا ایک جلسہ جناب قاضی مختار احمد صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو یو۔پی۔ کی آمد کے سلسلے میں منعقد کیا گیا جس کی صدارت کے فرائض مرزا اکبر دراز بیگ صاحب نے انجام دئے۔

جلسہ میں شہر کے قومی کارکنوں ادیبوں، شاعروں اور وکلاء حضرات نے شرکت کی قاضی مختار احمد صاحب نے جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے مراد آباد میں انجمن ترقی اردو کی تنظیم پر زور دیا اور اردو مہم کو تیز کرنے کی اہمیت واضح کی۔ آپ کی تقریر کے بعد طے پایا کہ عارضی طور پر ایک تنظیمی کمیٹی بنائی جاوے جو انجمن کی ممبر سازی کرکے انجمن ترقی اردو کے آئین کے مطابق انتخاب کرائے کمیٹی کے لیے مندرجہ ذیل حضرات منتخب کئے گئے۔ قاضی نصرت حسین، حاجی محمد اسحاق عثمان خاں، مرزا اکبر دراز بیگ، ممتاز حسن خاں، ممتاز احمد، محمد حسین صاحب، کیف مرادآبادی صاحب، قمر مرادآبادی صاحب، تابش مرادآبادی صاحب، حیات مرادآبادی صاحب۔ اس کمیٹی کا کنوینر قاضی نصرت حسین کو منتخب کیا گیا۔ جلسہ کے اختتام پر صدر جلسہ نے جناب قاضی مختار احمد کا شکریہ ادا کیا جو اس سخت بارش کے زمانے میں بھی یوپی کے مغربی اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں قاضی صاحب مراد آباد سے رامپور، چندوسی، بریلی و دیگر اضلاع کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ (قومی آواز لکھنؤ)

کشمیر کلچرل اکاڈمی کے انعامات

جموں: کشمیر کلچرل اکاڈمی نے مصنفوں کو اپنی کتابیں چھاپنے کے لئے مالی معاونت دینے کا اعلان کیا ہے۔ کتابیں ریاست کے مستقل باشندگان کی یا ان لوگوں کی تصنیف کی ہوئی ہوں جنھوں نے ریاست میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے یہ کتابیں ہندی اردو، کشمیری، ڈوگری، پنجابی، لداخی پہاڑی، دردی، انگریزی فارسی، سنسکرت اور عربی میں سے کسی ایک زبان میں ہونی چاہییں کتابوں کے مسودے اکاڈمی کے دفتر میں ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء تک پہونچ جانے چاہییں۔

اکاڈمی کی طرف سے سال کی بہترین کتابوں پر ایک ہزار اور سات سو روپے کے پہلے اور دوسرے انعامات کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ یہ انعامات مذکورہ بالا زبانوں میں چھپی گئی گذشتہ تین سال کی بہترین کتابوں پر دئے جائیں گے۔ اس مقابلے میں شرکت کے خواہشمند اپنی کتابوں کی چار چار کاپیاں ۳۰ ستمبر تک اکاڈمی کے دفتر کو بھیجدیں۔ (آفتاب سرینگر)

مضامین مراسلات وغیرہ ہماری زبان کو ارسال کرتے وقت یہ ملحوظ رکھیں کہ کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔

اردو کانفرنس جے پور

غزل کا انعامی مقابلہ

۲، ۳، ۴ اکتوبر کو جے پور میں ہونے والی اردو کانفرنس میں ایک شعری مقابلے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ یہ مقابلہ راجستھان کے نوآموز شاعروں کی ہمت افزائی کے لئے کیا جا رہا ہے اور اس میں کامیاب ہونے والے شعراء کو انعامات بھی دئے جائیں گے۔ تفصیلات صوبائی انجمن ترقی اردو جے پور سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

جنرل سیکریٹری صوبائی انجمن رامپور میں

رام پور میں قاضی مختار احمد صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو یوپی آج صبح مراد آباد سے تشریف لائے۔ انھوں نے شبیر علی خاں شکیب سکریٹری انجمن ترقی اردو رام پور کے علاوہ انجمن کی ورکنگ کمیٹی کے ممبران اسلم خاں ایڈوکیٹ مولوی سید فرید الدین صاحب وکیل، خان کمال صاحب ایڈیٹر ناظم اور خان عبد الحی سے رسائی نامہ کے تحت انجمن کی جد و جہد کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی اور یہاں کے کام کا جائزہ لیا۔ اردو کے سلسلے میں جس پیمانے پر پورے یوپی میں کام کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ قاضی صاحب کا نپور کے مشہور تاجر ہیں علی گڑھ یونیورسٹی کے الیکٹریکل انجینیر ہیں اور آزادی کی تحریک میں ۱۶ سال کی عمر سے حصہ لیا اور اب تک قومی خدمات میں برابر مصروف ہیں۔ اردو کے سلسلے میں اس کا جائز مقام حاصل کرنے کے لئے پورے یوپی میں ایک نئی روح پھونکنے کے لئے وہ طوفانی دورہ کر رہے ہیں۔ وہ کل قصبہ ٹانڈہ جائیں گے۔ اور وفا الرحمن جامعی سے ملیں گے اور پھر کل شام بریلی چلے جائیں گے۔ دوپہر بار ایسوسی ایشن کے ممبران سے ملنے کچہری گئے شام کو صولت پبلک لائبریری اور دفتر روزنامہ ناظم بھی تشریف لے گئے جہاں شہر کے ادیبوں اور سماجی ورکروں سے ملاقاتیں کیں۔ (ناظم رامپور)

اورینٹل کالج کے سالانہ امتحانات

اورینٹل کالج بمبئی کے سالانہ امتحانات شعبۂ اردو ادیب منشی، منشی عالم، منشی فاضل اور آنرز (اردو) ۲۴ اگست اور شعبہ اسلامیات (ابتدائی، متعلم اسلامیات اور ماہر اسلامیات) ۱۳ اگست ۱۹۶۸ء سے جملہ سنٹروں میں شروع ہونگے۔ منظور نصاب اور اطلاع فارم منگوانے کا پتہ۔ پرنسپل اورینٹل کالج۔ پاتھک منزل۔ بھنڈی بازار بمبئی ۳

"دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا"

۱۷ جولائی کے اخبار میں ڈائرکٹر لینگویجز کی جانب سے ایک خبر "حکومت مدھیہ پردیش کی جانب سے ادیبوں کی امداد" نظر سے گزری جس میں محض "لنگویجز" کی مصلحت اور رعایت کے سبب یہ تشریح نہیں کی گئی، کہ یہ امداد صرف ہندی کے ادیبوں کے لئے ہے جس سے عام اخبار بیں حضرات اور کچھ ناواقف ادیب خوش فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

گذشتہ سال بھی اسی طرح اعلان کیا گیا تھا جس پر یہاں کے ادیبوں میں مسرت کا اظہار کیا گیا تھا لیکن جب کچھ ادیب اپنے قابل اشاعت مجموعوں کے مسودات مجوزہ شرائط مروجہ قواعد کے مطابق متعلقہ ڈیپارٹمنٹ پہنچے تو نہایت واضح الفاظ میں یہ کہہ کر مسودات واپس کر دئے کہ یہ امداد صرف ہندی کے ادیبوں یا ہندی کی کتابوں کی اشاعت کے لئے مخصوص ہے۔ اردو کے ادیبوں یا اردو کی کتابوں کے لئے کوئی امداد نہیں دی جا سکتی۔

ایسی صورت میں اس قسم کے اخباری اعلانات کا اور کوئی مقصد نہیں ہے کہ ایک بہت بڑے طبقے کو خوش فہمی میں مبتلا کیا جائے اور واقعی طریق کار کی پردہ پوشی کی جائے۔

اس واقفیت کے بعد اگر ہم "لینگویجز" ڈیپارٹمنٹ کو صرف "لینگویج" ڈیپارٹمنٹ کہیں تو غلط نہ ہوگا۔

عشرت قادری جنرل سکریٹری بزم ادب بھوپال
(منقول از "افکار" بھوپال)

اسکولوں کالجوں کے ذمہ داروں کے اردو دشمن رویہ پر احتجاج

یہاں انجمن ترقی ادب کا ایک جلسہ ممتاز اسکول میں ہوا جس میں اسکولوں اور کالجوں کے ذمے داروں کے اردو دشمن رویّہ کے خلاف پر زور احتجاج کیا گیا۔ انجمن کے جلسے میں متفقہ طور پر ایک تجویز منظور کی گئی جس کا متن درج ذیل ہے۔

انجمن ترقی ادب کا یہ جلسہ اسکولوں اور کالجوں کے ذمہ داروں کے اردو دشمن رویہ کے خلاف سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے یہاں تعلیمی سال شروع ہوتے ہی اسکولوں اور کالجوں کے ذمہ داروں نے اردو کے خلاف بے سابق بیزارانہ رویہ کا اظہار کیا ہے اس کی ذمہ داری جہاں حکومت اور ارباب اقتدار پر ہے وہاں اردو والوں کی کچھ لاپروائی اور بے عملی پر بھی ہے اس لئے وہ ذاتی مفاد کو پس پشت ڈال دیں اور مادری زبان کی ترقی کے لئے کوشش کریں۔

تجویز میں کہا گیا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں اردو پڑھنے کیلئے والدین نے درخواستیں دیں لیکن انھیں رد کر دیا گیا جب کہ قانون کے بموجب پانچ طلبا رہنے پر اردو مضمون کی تعلیم کا انتظام کرنا ضروری ہے اس لئے انجمن کا یہ جلسہ حکومت سے پر زور اپیل کرتا ہے کہ معاملے کی چھان بین کرے اور اردو کی تعلیم کیلئے آسانیاں فراہم کرے (نمائندہ بھلائی)

(صفحہ ۳ سے آگے)

سنسکرت کے زیادہ تر حروف علت محدود ہیں اور اس کے
حروف صحیح صوتی اعتبار سے تصریفی ہیں۔ اس کے برخلاف ہندی
مقصورہ حروف علت اور غیر تصریفی حروف صحیح کی زبان ہے۔ اس
لئے سنسکرت کے جوڑ توڑ اور زبان مروڑ الفاظ کی نقل
نہیں ہو سکتی۔ ہمارے ہندی ادیب ایک نئی ہندی کی ایجاد کے
چکر میں موجودہ ہندی کو بھول گئے اور اپنے تکبر کی بہر پہر جس سے
پاک نہاد زبان کی خوب خوب بے حرمتی کی وہ یہ بھول گئے
ادیب کا سب سے مقدس اور نازک فرض یہ ہے کہ وہ بے پڑھے
عوام کی جیتی جاگتی اور کونجیلی زبان پر قدرت حاصل کرے۔ انھیں
یاد رہا کہ ادب صرف ایک نورانی جالت ہے جس کے چہرے
کے خط و خال عوام کے چہرے کے خط و خال ہیں۔ یہ ادیب جب
عوام ہندی کے استادوں کبیر، سور داس، رس خان اور
تلسی داس سے ہی کچھ نہ سیکھ سکے تو اردو کے استادوں سے
کیا سیکھتے۔

غلط پروپیگنڈے اور لسانی نیتا کی نفرت کی مہم کا شکار ہو کر
ہندی کے حامیوں نے تعلیمی نظام اور زبان کی تعلیم پر پردہ کو
ڈال دیا۔ یہ لوگ دعویٰ تو یہی کرتے رہے کہ ہم کھڑی بولی سے پیار
کرتے ہیں لیکن انھوں نے اس بات کا پورا انتظام کر دیا کہ یہ خود
اور ان کے بعد کروڑوں بچوں کی آئندہ آنے والی نسلیں جن سے
ملک اور جمہوریت کی امیدیں وابستہ ہیں کبھی کھڑی بولی کی صحیح
روح سے واقف نہ ہو سکیں اور نہ ہی اس کے اصلی حسن کو دیکھ سکیں
جس کی مثالیں صرف اردو ادب ہی پیش کر سکتا ہے۔ یہ دعویٰ کرنا
کہ ہم بچوں کو کھڑی بولی پڑھا رہے ہیں لیکن اردو کے ادیبوں کی لکھی
ہوئی کھڑی بولی (یہی اصلی اور صحیح کھڑی بولی ہے)۔۔ کی تعلیم نہ دینا
ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی ہیملٹ کو اسٹیج پر پیش کرے لیکن اس
میں سے شہزادہ ڈنمارک کے کردار کو خارج کر دے۔

ہندی والوں کی بنیادی مانگ یہی تو تھی کہ ناگری رسم خط
رائج دیا جائے ناگری رسم خط میں اردو نثر اور نظم کی سیکڑوں
کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو آپ کی پس پردہ ہندی دنیا پر چاروں
طرف سے دھاوا بول رہی ہیں، ہندی والے ان سے کہاں تک
بچ پائیں گے، ان کے فرار کے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں۔

(نیشنل ہیرالڈ)

ضروری اطلاع

ہماری زبان سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر
ضرور تحریر فرمائیں۔

HAMLET مشہور انگریزی ڈرامہ نگار شیکسپیئر کا شاہکار
ڈرامہ۔

علامہ اقبال کے پسندیدہ اشعار

کرنل مجید ملک نے ایک یادگار علمی صحبت کے عنوان سے علامہ اقبال کے ساتھ ایک ملاقات کی تفصیلات سنائیں فرمایا کہ غالباً دسمبر ۱۹۳۳ء کے ابتدائی دنوں میں عصر کے وقت مفکر اقبال کے دولت کدے پر حاضر ہونے کا موقع ملا۔ اتفاق سے علامہ مغفور اس وقت خلاف معمول اکیلے تھے موقع اچھا تھا کرنل صاحب نے ابو طالب کلیم کے ایک شعر سے علامہ مغفور کی طبیعت کو اکسانے کا کام لیا۔ شعر تھا۔

کدام خرمن گل را کشید در آغوش
کہ آب آئینہ بوئی گلاب می آید

علامہ نے فرمایا: "شعر اچھا ہے" اور پھر گفتگو خود علامہ مغفور کے ذوق کے مطابق مختلف موضوعات پر ہوتی ہوئی آرٹ کی غرض و غایت کے سوال پر آ کر ٹھہر گئی۔ علامہ مغفور نے آرٹ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا "میرے نزدیک آرٹ زندگی کی اقدار کا تابع ہے اردو شاعری ہندوستان کے دور انحطاط کی پیداوار ہے اس لئے کمزور، غیر فطری اور حد درجہ مصنوعی ہے۔ آرٹ زندگی کا مظہر ہی نہیں زندگی کا آلۂ کار بھی ہے۔ اور سچا آرٹ وہ ہے جو اپنے کمال کو بنی نوع انسان کی زندگی کے لیے وقف کر دے۔ وہ شاعری جو آرٹ کے حقیقی معیار پر پوری اترتی ہے پیغمبری کا جزو ہے۔ صرف حقیقی معیار پر پوری اترنے والی شاعری کا نام شاعری ہے۔"

اردو شاعری کے متعلق علامہ مغفور کے خیالات کو بیان کرتے ہوئے کرنل مجید ملک نے کہا کہ علامہ کا ارشاد تھا "بہت کم اردو اشعار میرے ذہن میں ہیں اور یوں بھی شاید دل پر گہرا اثر چھوڑنے والے اشعار اردو میں بہت کم ہیں" کرنل صاحب نے علامہ کی خدمت میں یہ شعر پڑھا۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

علامہ مغفور نے اس شعر کی فنی حیثیت کو سراہا لیکن جذبے کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا وہ آج بھی بڑے غور سے سننے کی بات ہے کرنل صاحب راوی ہیں کہ علامہ اقبال نے کہا: "قابل غور بات یہ ہے کہ یہ نقطۂ نظر شاعر بلکہ جملہ قوم کی نفسیاتی کیفیت کا مظہر ہے۔ شاعر وقت کے سیلاب کے سامنے اپنے آپ کو بے حقیقت تصور کرتا ہے یہ احساس اس قوم یا اس قوم کے فرد کا ہے جو سیل زمانہ کے سامنے اپنی بے بسی کا معترف ہے۔ معترف ہی نہیں کامل طور پر آگاہ ہے کہ اپنی بے بسی کو قانون قدرت کا جزو سمجھتا ہے جد و جہد کرنے والی اقوام کی صبح ہوتی نہیں وہ گویا صبح "کرتی" ہیں شام "کرتی" ہیں وہ وقت کو دن اور رات اور مہینے و برسوں کے پیمانے سے نہیں ناپتیں۔ بلکہ عمل، سعی پیہم اور نتائج کے پیمانے سے ناپتی ہیں۔"

علامہ مغفور کے نزدیک میر درد اردو زبان کے واحد صوفی شاعر تھے علامہ مغفور نے درد کے اس شعر کی داد دی۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

فرمایا "خوب شعر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاعر زندگی کی بے پناہ کشاکش سے عاجز آگیا ہے۔ تھک گیا ہے لیکن نہیں ابھی اس میں جان باقی ہے۔ اور جب تنگ جان ہے وہ آمادہ پیکار ہے۔ نفسیاتی لحاظ سے یہ شعر "صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے" کی ضد ہے۔

فانی بدایونی کے اشعار پر علامہ مغفور خاموش ہو گئے۔ علامہ کو حفیظ جالندھری کے گیتوں کا رنگ پسند نہ تھا۔ البتہ شاہنامۂ اسلام کے انداز کو پسند فرماتے تھے۔ "اس میں بہتر قسم کی شاعری ہے"

علامہ مغفور کو مرزا محمد ہادی عزیز کا یہ شعر۔

اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز تھا حسن
بھولتا ہی نہیں عالم تیری انگڑائی کا

پسند تھا۔ فرمایا "مجھے یہ شعر پسند ہے۔ فنی لحاظ سے اچھا ہے۔ خیال میں جدت ہے۔ پڑھنے والے کی آنکھوں کے سامنے تصویر کھنچ جاتی ہے۔" یہ یادگار صحبت اس طرح ختم ہوئی کہ چند آدمی جو شکل و صورت سے اہل مقدمہ معلوم ہوتے تھے آ گئے کرنل صاحب نے اجازت چاہی اور رخصت ہوئے ابھی دروازے تک آئے تھے کہ علامہ مغفور نے فرمایا "کلیم کا کیا شعر سنایا تھا تم نے"؟ کرنل صاحب نے عرض کی۔

کدام خرمن گل را کشید در آغوش
کہ آب آئینہ بوئی گلاب می آید

فرمایا: "تو ہم بھی تمہیں کسی استاد کا ایک شعر سناتے ہیں۔ جو اسی مضمون کا ہے اور شائد کلیم کے شعر سے بہتر ہے۔"

ز شرم تجلی آئینہ حیرتی دارم
کہ کشید در آغوش و آفتاب نہ شد

کرنل صاحب یہ فرما کر بیٹھ گئے کہ وہ راستے بھر یہ شعر گنگناتے رہے۔ لیکن اس کو کیا کہیں آج بھی اسے گنگنا رہا ہوں۔ نہ اس شعر کا مزا کم ہوتا ہے اور نہ اس محفل کا۔ جس میں ہم ایک یادگار محفل میں پہنچ گئے تھے۔

(امروز لاہور)

متھیلا میں کالیداس کی یادگار

متھیلا کے برہمنوں نے شمالی بہار میں کالیداس کی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک مہم شروع کی ہے یقین کیا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا شاعر اور ڈرامہ نگار متھیلا کے ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوا تھا۔

سبھا نے یہ بھی مانگ کی کہ متھیلا (دربھنگہ) میں ایک جدید یونیورسٹی قائم کی جائے۔

(مسلمان مدراس)

انجمن لکھنؤ کی مجلس عاملہ کا جلسہ

انجمن ترقی اردو لکھنؤ کی مجلس عاملہ کا جلسہ زیر صدارت کیپٹن وی آنند موہن صاحب صدر انجمن منعقد ہوا جنرل سکریٹری ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی نے سابق صدر پنڈت آنند نرائن ملا کے دور صدارت پر اپنی رپورٹ پیش کر کے ملا صاحب کی قیادت و رہنمائی کو اردو کے لئے حیات آفریں بتایا۔ کرپلانی رپورٹ اور سہ لسانی فارمولے کے متعلق ملا صاحب کے فیصلے اردو دنیا کے لئے مشعل ہدایت بنے۔ ریاستی شاخ انجمن ترقی اردو ہند کے صدر منتخب ہو جانے کے بعد ملا صاحب نے اپنا جانشین شہر کی ہر دلعزیز ہستی کیپٹن وی۔ آر موہن کو بنایا جس کو مجلس عاملہ نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ موہن صاحب نے انجمن ترقی اردو لکھنؤ کی صدارت قبول فرما کر جمہوریت کو مضبوط و مستحکم بنانے کی طرف جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے۔ توقع ہے کہ موصوف کے زمانہ میں اردو کے جملہ مقامی و ریاستی مسائل بخوبی حل ہو جائیں گے اور انجمن کی وسعت و مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوگا۔ سکریٹری نے یہ بھی بتایا کہ اب تک اردو مہم اور داخلہ مہم کے سلسلے میں حسب ذیل مقامات پر جلسے کئے جا چکے ہیں اور ہر جگہ حلقہ کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں۔

امین آباد، وزیر گنج، گولا گنج، نخاس، بلوچ پورہ، اشرف آباد، منصور نگر، محمود نگر، کشمیری محلہ، مہندی گنج، حسین آباد، بازار جھاؤ لال، بھدیواں، چوک منڈی، بھوانی ٹولہ، ڈالی گنج، نشاط گنج، حسین گنج، خیالی گنج، بشیرت گنج، نزہی صدر، مالی نگر، مرلی نگر، مچھلی محال، نظر باغ، تقسانی پارہ وغیرہ۔ کاکوری میں بھی انجمن کا قیام عمل میں آیا اور وہاں بھی اردو تعلیم کے سلسلہ میں مہم کا آغاز کیا گیا۔ رپورٹ میں عوام سے زیادہ سے زیادہ رابطہ قائم کرنے اور انجمن کے زیادہ سے زیادہ ممبر بنانے پر زور دیا گیا۔ حسب ذیل تجاویز متفقہ طور پر پاس کی گئیں۔

۱۔ انجمن ترقی اردو کا عوام سے رابطہ قائم کرنا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے اس لئے انجمن کا چندہ صرف پانچ پیسے سالانہ رکھا جائے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے دستور میں جو ترمیمات ضروری ہوں وہ کی جائیں۔ دستور العمل سب کمیٹی میں۔ سردار سمر سنگھ بیدر، پنڈت تا سیدند احسین، نسیم کنجاہی، امین سلونوی، سید امیر حسن نورانی، ایم شکیل، اور ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی شامل ہیں نسیم کنجاہی اس کے کنوینر منتخب ہوئے۔

۲۔ انجمن ترقی اردو لکھنؤ کا یہ جلسہ لکھنؤ کارپوریشن کے میئر کو ان کے اس مخلصانہ اور جرأت مندانہ اقدام پر مبارکباد دیتا ہے کہ انھوں نے کارپوریشن کی کارروائی اردو میں شروع کرادی ہے۔ یہ جلسہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ اس طرح اردو کی جو خدمت انھوں نے کی ہے وہ اردو زبان کی تاریخ میں فراموش نہیں کی جا سکتی۔

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

مراسلات

تلامذۂ غالب میں ذکر اخگر

مصنف تلامذۂ غالب جناب مالک رام صاحب نے مولوی فرزند علی عظیم آبادی تخلص بہ اخگر کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے کہ موصوف مرزاپور میں وکیل عدالت تھے اور ان کی ایک غزل کا صرف ایک شعر

خود نما تھا سب حسینان زمن میں آئینہ
ہے مگر حیران تیری انجمن میں آئینہ

درج فرمایا ہے (ص ۲۹۰ "تلامذۂ غالب") مرزا کلب حسین خاں تخلص بہ نادر نے اخگر مرحوم کی اسی غزل پر اپنے "دیوان غریب" (ص ۴۷-۴۹) میں اپنا خمسہ درج فرمایا ہے اس خمسہ میں اس غزل کے پانچ اشعار ملتے ہیں جو درج ذیل ہیں

خود نما تھا سب حسینان زمن میں آئینہ — ہے مگر حیران تیری انجمن میں آئینہ
کرتی کہ مہر با بادل مغموم سے — شعلۂ جوالہ ہے بیت الحزن میں آئینہ
عکس عارض جلوہ افزا ہے جو مشت آب میں — صاف یہ آیا تصور کی لگن میں آئینہ
دیکھو بن دھلائے خوبار اک عاشق کے — پر کسی دن بھی لیا کی انجمن میں آئی نہ
رخ کی شانزدہی جوں اے اخگر ہوئی منظر — جو گیا اتنا دھولی کی فرما میں آئینہ

مولوی فرزند علی صاحب اصل باشندہ موضع یوسف پور شمالات عظیم آباد پٹنہ کے تھے، اور انھوں نے مرزاپور میں توطن اختیار کر لیا تھا۔ موصوف کے خاندان کے لوگ ابھی تک مرزاپور ہی میں توطن اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ مرزاپور کے نامی وکیلوں میں تھے اور ڈسٹرکٹ کمیٹی پر بھی تھے

حضرت نادر نے اپنے اور دوسرے شعرائے فارسی اور اردو کے کلام پر خمسہ کہا ہے اسی کے مجموعہ کا نام دیوان غریب ہے پوری کتاب ۵۶۲ صفحوں پر محیط ہے۔ اور صفحہ ۵۶۳ لغایت ۵۶۸ تک میں دیوان غریب پر متفرق حضرات کی لکھی ہوئی نثر و نظم میں تقریظیں ہیں۔

(محمد بشیر الحق دسنوی عظیم آبادی)

بین لسانی رشتے

پی کے گذشتہ شمارے میں اڈیٹر اپنے اداریہ میں ایسے اردو مترجمین کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دوسری علاقائی زبانوں کے ادبی شاہکار کو اردو میں منتقل کرسکیں لیکن سوال یہ ہے کہ خود انجمن نے مترجمین پیدا کرنے کے لئے کیا کیا؟ کتنے بین لسانی لغات اردو میں تیار ہوئے ہیں؟ صرف آندھرا والوں نے اردو تلگو۔ تلگو اردو لغت تیار کیں۔ باقی تمام ریاستوں میں سناٹا ہے۔

انگریزی کے عالم ہمارے یہاں کیا کم موجود ہیں! لیکن پھر بھی انگریزی ادب کے تمام شاہکار اردو میں منتقل نہیں ہوئے۔ غالب اور اقبال ایک عرصے تک انگریزی والوں کے لئے گونگے ہی رہے (اور اب دو تین حضرات اس طرف متوجہ ہوئے ہیں) ہندی، اردو میں فرق ہی کیا ہے، لیکن پھر بھی ہندی کا کلاسکی ادب اردو میں منتقل نہیں ہوا۔

ادھر شیکسپیر کی چوصد برسی کے موقع پر بنگالیوں نے سینہ پھلا کر کہا کہ ہندوستانی زبانوں میں بنگلہ کو اولیت حاصل ہے شیکسپیر کے ترجمے میں۔ ہم آپ بغلیں ہی جھانکتے رہ گئے۔

ہمارے اساتذہ، علما، نقاد، افسانہ نویسی اور غزل سرائی میں ہی مگن ہیں۔

(کوئی ہے؟)

اردو صحیح لکھیے

جون کے آخری شمارے میں جناب اکرام احمد (کراچی) کا معلوماتی مراسلہ نظر سے گذرا لیکن سخت تعجب ہوا کہ پاکستان کا یہ اردو داں مسلمان دو قلم اردو صحیح نہیں لکھ سکتا۔ دیکھئے نا:

"...... بمقام آگرہ (......) میں ......"

بابائے اردو کے مدفن سے تو مولد ہی اچھا! (عجیب جو)

بڑے کون ہیں؟

مشہور ڈرامہ "پردۂ غفلت" کے مصنف سے میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ میر شجاعت حسین اور میر الطاف حسین میں بڑے بھائی کون ہیں۔ میرا خیال ہے الطاف حسین چھوٹے بھائی ہیں۔ (ایک اسٹوڈنٹ)

غلط

ادھر اردو میں DESCRIPTIVE CATALOGUE تیار کرنے کا مفید کام ترقی کر رہا ہے۔ لیکن ایسی فہرستوں کے نام غلط رکھے جا رہے ہیں: کوئی وضاحتی لکھ رہا ہے، کوئی توضیحی، کوئی صراحتی لکھ رہا ہے، کوئی تشریحی۔ مجھ سے پوچھئے تو چاروں غلط! DESCRIPTIVE کا مساوی اردو لفظ ہے۔ "توصیفی" ذرا غور کیجئے، کتاب ایک مادی شئے ہے۔ اس کی تصریح، توضیح آپ کیا کریں گے۔ اس کی تو آپ توصیف کرسکتے ہیں۔ تصریح، تشریح، توضیح تو آپ کتاب کے مفہوم کی کرتے ہیں۔

(کوئی ہے)

سہ لسانی فارمولا اور اردو

حال ہی میں یو پی کے ایڈیشنل ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کا سرکلر ... مورخہ ... نظر سے گذرا۔ اس سرکلر کا موضوع ہے ... "سہ لسانی فارمولا کا نفاذ"

انگریزی زبان میں بھیجے گئے اس سرکلر کے ایک حصہ کا ترجمہ کچھ اس طرح ہوگا۔

"بہت سے اداروں کے لئے یہ بات نہایت مناسب ہوگی کہ وہاں کسی ایک زبان کی تعلیم کا انتظام ہو جیسے بنگالی ایک ادارہ میں پنجابی کسی اور میں، گجراتی میں، مراٹھی کچھ اور دیگر سکولوں میں

علی گڑھ، اقتباس: "ایسے حالات میں یہ نامناسب ہوگا کہ کسی ایک ادارہ میں کئی زبانوں کی تعلیم کے انتظام کی کوشش کی جائے۔ جن میں ہر زبان کے کم سے کم پانچ طالب علم ہوں۔ آئندہ دو برسوں کے لئے مختلف زبانوں کے استادوں کی ضرورت کا اندازہ اسی پالیسی کی روشنی میں لگانا چاہیے۔"

اس اقتباس سے حامیانِ اردو اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حکومت یوپی کس حد تک سہ لسانی فارمولے میں اردو کو شامل کرنے کے حق میں ہے۔ مثال بھی دی گئی ہے تو وہ بنگالی، پنجابی اور مراٹھی کی! اردو یہاں بھی مردود قرار پائی۔ اس سرکلر کی روشنی میں بیشتر پرنسپل صاحبان یہ سمجھنے میں غلطی نہ کریں گے کہ حکومت ان تینوں زبانوں کی سرپرستی کرانا چاہتی ہے۔ گویا اردو کا پتہ پھر صاف ہوگیا۔ اب انجمن ترقی اردو غور کرتی رہے! سرکار رفتہ رفتہ اردو کو ختم کرنے کی پالیسی میں کامیاب ہے!

(مدثر حسین رضوی)

استفسار

اس مرثیہ کا مصنف کون ہے جس کا مطلع ہے ؎

کھولا علم جو خسرو ذی جاہ نے

جن صاحبوں کے پاس یہ مرثیہ موجود ہو وہ اس کا آخری بند تحریر کرکے راقم کو مرہونِ منت فرمائیں۔ (سید مسعود حسن رضوی)

انجمن پٹیالہ کی ادبی نشست

انجمن ترقی اردو پٹیالہ ڈویژن پٹیالہ کی ادبی نشست گزشتہ شب اسٹیٹ بینک آف پٹیالہ میں زیرِ صدارت سردار ہربنس سنگھ جج منعقد ہوئی۔

اس جلسے میں انجمن ہذا کے نو عہدیداروں کا بالاتفاق رائے سے پاس کئے گئے مندرجہ ذیل قرار داد بھی اکثریت رائے سے منظور ہوئیں:

نمبر ۱۔ پٹیالہ ڈویژن کے شعراء کے کلام کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

نمبر ۲۔ اردو کے دیگر مقامی اداروں کو انجمن ہذا میں مدغم کیا جائے اور ان کے فنڈ انجمن کے اکاؤنٹ میں منتقل کئے جائیں۔

مجلس کا اختتام ایک مشاعرہ پر ہوا جس میں مقامی شعراء نے شرکت کی۔

(بیبش پٹیالوی پبلسٹی سکریٹری)

جبران خلیل جبران کی برسی

۱۰ اپریل کو لبنان کے مشہور مفکر، فلسفی، ادیب، شاعر اور مصور جبران خلیل جبران کی ۵۲ ویں برسی منائی گئی۔

جبران نے عربی اور انگریزی میں متعدد کتابیں لکھی ہیں اور ان کا شمار جدید عربی ادب کے اہم مصنفوں میں ہوتا ہے۔ ان کی کئی کتابوں کا ترجمہ اردو میں بھی ہو چکا ہے۔

جبران نے عربی اور انگریزی ہی میں گرانقدر اضافہ نہیں کیا بلکہ جدید ذہن پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ (روشنی سرینگر)

ہر تعلیم یافتہ اردو داں کم از کم پانچ افراد کو اردو سکھائے

شری سرفراز علی جعفری نائب ناظم تعلیمات نے اردو کی ترقی و ترویج اور اشاعت کے لئے ہر تعلیم یافتہ اردو بولنے والے سے روزانہ کم از کم پانچ بچوں کو اردو سکھانے کی ذمہ داری قبول کرنے کی اپیل کی ہے اور کہا ہے کہ اردو کے تعلیمی نظام کے استحکام کے لئے اردو بولنے والوں میں اپنے اپنے فرائض کا احساس ضروری ہے۔ مسٹر سرفراز علی جس شہر ادب کی جانب سے کل رات نیچی خانہ پتھر گٹی میں منعقدہ ایک ادبی اجتماع کو مخاطب کر رہے تھے، انھوں نے حکومت کی اردو پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اردو بولنے والوں میں سرکاری سہولتوں اور مراعات سے استفادہ کا شعور پیدا کیا جانا چاہیے اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اردو کے ذریعہ تعلیم کے خواہش مند طلباء کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ انھوں نے بتایا کہ محکمہ تعلیم کے ایک ذمہ دار عہدیدار کی حیثیت سے انھوں نے اب تک ہزاروں مدارس کا معائنہ کیا ہے اور جہاں کہیں اردو جماعتوں اور مدارس کی ضرورت محسوس کی گئی اردو جماعتوں کے قیام کی منظوری دی گئی۔ مولانا عبدالسبحان، مسٹر محمد علی عثمانی نے بھی جلسہ کو مخاطب کیا۔ مشاعرہ بھی منعقد ہوا جس میں سرفراز علی، اسد انصاری، منوہر لال بہار، فرید حسین اور دیگر شعراء نے بھی اپنا کلام سنایا۔ مسٹر سید محمد جبار معتمد مشاعرہ نے شکریہ ادا کیا۔ (طلاب حیدرآباد)

نئی اردو جماعتیں

ضلع پریشد حیدرآباد نے آٹھ مقامات پر اردو جماعتوں کے قیام کی منظوری دیدی ہے۔ شمس آباد، یوین پلی، اور مولا علی میں اردو کی آٹھویں جماعت، بیگم پیٹھ میں ساتویں، مدنور، وٹ میں چھٹی، مذ شور میں پہلی تا تیسری، آئے پلی میں پہلی تا تیسری اور تنگلی میں پہلی تا تیسری کی منظوری دی گئی ہے۔

(طلاب حیدرآباد)

بقیہ صفحہ ۱۰

۳۔ یہ جلسہ حکومت اترپردیش سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ لوکل باڈیز اور کارپوریشن میں اردو میں درخواستیں قبول کرنے اور ان کا جواب اردو میں دینے کی ہدایت جاری کرے۔ اس سلسلہ میں انجمن کا ایک وفد وزیر اعلیٰ اور وزیر لوکل سلف گورنمنٹ سے ملے۔ صدر صاحب کو اختیار ہے کہ وہ وفد کے اراکین کا انتخاب کریں۔ جلسہ نے متفقہ طور پر مسٹر مرزا سعید، ڈاکٹر پرتاپ سنگھ، اور مسٹری اوم پرکاش بھٹیانی کو مجلس عاملہ کا ممبر منتخب کیا۔ (شجاعت علی سندیلوی) جنرل سکریٹری

مالک انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ، پبلشر مدیر حسن، پرنٹر ضمیر الدین قریشی نے مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ میں چھپوا کر دفتر انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے شائع کیا